www.pklibrary.net

چھوکری کی لوٹ

www.pklibrary.net

چھوکری کی لوٹ

بچپن کی بہت سی باتوں کے علاوہ پرسادی رام کو چھوکری کی لوٹ کی رسم اچھی طرح یاد تھی۔

دو بیاہے ہوئے بھائیوں کا ساری عمر ایک ہی گھر میں رہنا کسی قدر مشکل ہوتا ہے۔ خاص طور پر جبکہ ان میں سے ایک تو صبح و شام گھی شکر میں ملا کر کھانا پسند کرے۔ اور دوسرا اپنی قبول صورت بیوی کے سامنے ایسی چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے کانوں کا کچا بنے لیکن محلہ شہسانی ٹولہ میں پرسادی کے تایا چمپارام اور تایا ٹھنڈی رام جگت گورو اپنے باپ دادا کے مکان میں اکٹھے رہتے آئے تھے۔ یہ اکٹھے رہنے کی وجہ ہی تو تھی کہ چمپارام کا کاروبار اچھا چلتا تھا۔ اور ٹھنڈی رام کو نوکری سے اچھی خاصی آمدنی ہو جاتی تھی۔ عورتوں کی گودیاں ہری تھیں اور صحن کو برکت تھی۔ اور وہاں آم کے ایک بڑے درخت کے ساتھ کھرنی کا ایک خوبصورت سا پیڑ اُگ رہا تھا۔ جس کے پتوں سے کھچڑی ہوتی ہوئی کگر وندہ کی بیل بازار میں چھدامی کی دوکان تک پہنچ گئی تھی۔ اور آس پاس کے گاؤں سے آئے ہوئے لوگوں کو ٹھنڈی میٹھی چھاؤں دیتی تھی۔

www.pklibrary.net

پرماتما کی کرنی ہے۔ پرسادی کی پیدائش کے ڈیڑھ دو سال بعد جمبارام کال بس ہو گئے۔ مگر جگت گورو جی نے بھاوج کو بیٹی کر کے جانا۔ اور پرسادی کو اپنا بیٹا کر کے پہچانا۔ اور تائی اماں بھی تو یوں بُری نہ تھیں اساڑھی اور ساونی کے دو موقعوں کے سوا جب کہ ہٹوارہ گھر میں آتا۔ وہ پُرسادی کی اماں کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آتیں۔ کبھی تو یہ گمان ہونے لگتا جیسے دونوں ماں جائی بہنیں ہیں۔ اس اتفاق کی وجہ سے صحن کی برکت جوں کی توں رہی۔ صحن میں چار پانچ برس سے لیکر بیس اکیس برس تک کی لڑکیاں سہیلے، بدھائی، بچھوڑے اور دیس دیس کے گیت گاتیں۔ چرخے کاتتیں۔ اور سوت کی بڑی بڑی انٹیاں مینڈھیوں کی طرح گوندھ بُنائی کے لئے جولاہے کے ہاں بھیج دیتیں کبھی کبھی کھلے موسم میں اُن کا رت جگا ہونا تو صحن میں خوب رونق ہو جاتی۔ اُس وقت تو پرسادی سے چھوکرے کو پٹاریوں میں سے گلگلے، میوے، بادام، برفی وغیرہ کھانے کے لئے مل جاتی۔

پرسادی کی بہن رتنی —— اسکی تائی کی لڑکی، عمر میں پرسادی سے گیارہ بارہ برس بڑی تھی۔ رتنی سے عمر کے اس فرق کا پرسادی کو بہت گِلہ تھا۔ اور گلہ تھا بھی بالکل بجا۔ سچ پوچھو تو رتنی ایک پل بھر بھی اُس کے ساتھ نہ کھیلتی تھی۔ البتہ سردیوں میں سوتی ضرور تھی۔ اور جب تک وہ پرسادی کے ساتھ سو کر اُس کے بستر کو گرم نہ کر دیتی۔ پرسادی مچلتا رہتا۔

www.pklibrary.net

"رتنی آؤ . . . آؤنا رتنی . . . . دیکھو تو مارے سردی کے سُن ہوا جاتا ہوں۔"

رتنی بہت تنگ ہوتی۔ تو سٹپٹا کر کہتی۔ "سوجا، سوجا مونڈی کاٹے . . . میں کوئی انگیٹھی تھوڑے ہی ہوں۔"

یہ تو ہوئی نارات کی بات۔ دن کو رتنی کسی اپنی ہی دُھن میں مگن رہتی۔ ہولے ہولے گاتی . . . 'میٹھے لاگے واکے بول'۔ . . .

آخر کوئی تو پرسادی کے ساتھ کھیلنے والا چاہیئے تھا جب وہ بالکل اکیلا ہوتا۔ تو اُسے کچھ کچھ سمجھ آتی۔ کہ کال بس ہو کر سورگ میں چلے جانے کا کیا مطلب ہے وہاں لوگ اکیلے رہتے ہیں۔ لیکن انہیں کوئی بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ جب وہ بہت بہت سوچ سوچ کر تھک جاتا تو دوڑا دوڑا ماتا رانی کے جوہڑ پر پہنچ جاتا۔ تمام کپڑے اُتار کر کنارے پر رکھ دیتا۔ اور کچھ دُور پانی میں جا کر ایک آدھ ڈبکی لگاتا۔ اور بہت چکنی مٹی نکالتا۔ اور گھر جا کر رتنی کو دیتا۔ تاکہ وہ اُسے ایک مُنّا بنا دے۔ بہت خوبصورت، مٹی کا مُنا اور پھر وہ تمام دن منا کے ساتھ کھیلتا رہے گا۔ اور اُسے تنگ کرنا چھوڑ دے گا۔ رتنی کہتی . . . "دیکھو پرسو . . . میں تب بناؤنگی تمہارے لئے منا، اگر تم کوٹھا پھاند کر ملو کنھیا کے پاس جاؤ۔ اور اُسے کہو کہ آج شام وہ رتنی بہن کو ضرور ملیں۔"

ملو کنھیا کے مکان کی ڈھلوان سی چھت کو رینگ کر چڑھنا کوئی کھیل

www.pklibrary.net

تھوڑا ہی تھا۔ رتنی خود گھوڑی بنکر بیٹھ کی اوٹ دیتی۔ تب کہیں پرسادی مندر تک پہنچتا۔ لاکھ آسرا لینے پر بھی اُس کی کہنیاں اور گھٹنے چھل جاتے۔ اور اتنی محنت کے بعد جب پرسادی لوٹتا تو دیکھتا۔ کہ رتنی کی بچی نے کوئی منّا دنّا نہیں بنایا۔ اور پھلکاری کی اوڑھنی کو بوڑھی جمعدارنی کی طرح منہ پر کھسکائے وہی بالکل فضول اور بے مطلب سا گانا گنگنا رہی ہے ..... میٹھے لاگے وا کے بول ....

اُس وقت پرسادی کی بہت بُری حالت ہوتی۔ وہ چاہتا کہ وہ بھی کال بس ہو جائے۔ مگر کال بس ہونے سے پہلے بہت ہی پھونک کر بخار آتا ہے۔ ہڈیاں کڑکتی ہیں۔ یونہی دکھائی دیتا ہے۔ گویا کوئی بڑا سا خوفناک کالے رنگ کا بھینسا سینگ مارنے کو دوڑا آرہا ہے۔ انسان ڈر ڈر کر چیخیں مارتا اور کانپتا ہے۔ پرسادی کو یہ باتیں تمہید اً منظور نہ تھیں بیٹھے بٹھائے پل بھر میں کال بس ہو جانا کسی بھاگوان کو ہی ملتا ہے۔ اُس وقت وہ روتے ہوئے ماں کے پاس جاتا اور کہتا۔

"چندو کے گھر منّا ہوتا ہے .... بیرو کے گھر منّا ہوا ہے ماں .... ہمارے گھر کیوں نہیں ہوتا منّا؟ .... تم ایسا جتن کرو ماں، ہمارے ہاں بھی ایک منّا تو ہو جائے ..."

پرسادی کی ماں ایک بہت گہرا اور ٹھنڈا سانس لیتی۔ اور جھینکتی

www.pklibrary.net

ہوئی لوہے کے ایک بڑے ہاون دستے میں لال لال مرچیں کوٹتی جاتی اور نہ جانے اُس کے جی میں کیا آتا۔ کہ پرسادی کی طرح بلک بلک کر رونے لگتی۔ پھر ایکا ایکی سب رونا دھونا چھوڑ کر تیزی تیزی سے مونڈھے پر اروی کو چھیلنے کے لئے رگڑنا شروع کر دیتی۔ اور جب پرسادی بالکل ضد ہی کئے جاتا۔ تو وہ کہتی۔

"پرسو بٹیا! یوں نہیں کہا کرتے اچھے لڑکے... تمہارے تایا کرتے تھے منّا... وہ اب روٹھ گئے ہیں"

"تو تایا کو کہئے نا.... وہی لادیں ہمارے گھر منّا.."

"وہ منّا اپنے ہی گھر لائیں گے.... پگلے کوئی کسی کے گھر منّا نہیں لاتا۔ .... بھاگ جاؤ۔ کھیلو، بہت باتیں کرو گے تو ماردوں گی۔ ہاں!"

——— پرسادی کو کیا۔ وہ تو چاہتا تھا۔ کہ اُسے کسی طرح ایک مُنّا مِل جائے۔ افسوس! اُس بچارے کو تو کوئی مٹی کا منّا بھی نہ بنا دیتا تھا۔

× × × × × ×

کسی برساتی شام کے صاف اور سنہری جھٹ پٹے میں وہ برکت والا صحن ہر نوع و ہر عمر کی لڑکیوں، رنگ رنگیلے چرخوں اور پٹھوں کی ٹوکریوں سے بھرنا شروع ہو جاتا۔ تمام لڑکیاں عمر کے لحاظ سے دو ٹولیوں میں تقسیم ہو کر ککرونده اور کھرنی کی آڑ میں بیٹھ جاتیں۔ چھوٹی لڑکیوں کی ٹولی علیحدہ

www.pklibrary.net

کھرنی کے نیچے ہوتی۔ اس لئے کہ بڑی لڑکیوں کا خیال تھا۔ کہ ان کل کی بچیوں کو چُنری اوڑھنے کا تو سلیقہ نہیں۔ اور وہ ان کے گانے کو بھی تو نہیں سمجھ سکتیں۔ صرف منہ اٹھا کر ایک ٹک ان کی طرف دیکھنے لگ جاتی ہیں پھر شرم آنے لگتی ہے۔ منہ لال ہو جاتا ہے۔ گانا گلے میں اٹک جاتا ہے۔ اور پھر ملوکھیا کے متعلق باتیں کرنے میں انہیں کوئی مزا نہیں آسکتا۔ . . . اور وہ تکلے پر سے دھاگے کی لمبی سی تار اُٹھاتی ہوئی یکدم رُک کر انٹی کے نیچے ٹوکری میں سے بھُنے ہوئے دانے اور گڑ کھاتیں۔ تبھی تو وہ سب کی سب گرم تھیں۔ رتنی کی طرح . . . اور اُن کے چھوٹے بھائی اُن کے ساتھ سخت سردی میں سونے کے لئے مچلتے تھے۔

رام کلی دوسخنہ کہتی۔ اور دوسری کوئی راگ الاپ کر اپنا سر گردنہ میں چھپا لیتی تیسری امنل کہتی ہوئی بیل سے لپٹ جاتی۔ اور جب آم پر کوئل کو کو کرتی تو دھیرا کہتی۔ ہائے ہائے . . . جانے بڑا ہی دُکھ پہنچ رہا ہو۔

اسی لئے تو وہ چھوٹی لڑکیوں سے کٹ کر الگ بیٹھتی تھیں۔ پرسادی نے چھوٹی لڑکیوں کو اس قسم کا دُکھ پہنچتے کبھی نہیں دیکھا۔ وہ تو چپ چاپ کھرنی کے نیچے بیٹھ کر پہیلیاں کہتیں۔ انہیں اور خود پرسادی کو وہی سیدھی سادھی پہیلیاں بہت پیاری تھیں۔ اس لئے کہ ان کی اپنی زندگی بھی ایک

www.pklibrary.net

سادہ سی پہیلی تھی۔ اُن پر وہ راز نہیں کھلا تھا۔ جو رام کلی، رتنی، کھیمو، دھیرا اور مقابلتاً معمر لڑکیوں پر آشکارا ہو گیا تھا۔

ہاں! ایک بات پرسادی نے بہت محسوس کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ کگر وندہ کی اوٹ میں بیٹھنے والی معمر لڑکیوں میں آئے دن تبدیلی رہتی۔ اور جیسے بھری دُنیا میں دائیں یا بائیں سے کبھی کبھی آواز آتی ہے۔ کہ فلاں کا ل بس ہو گیا۔ اسی طرح اُن میں سے آواز آتی۔

"چمپو بھی بیاہی گئی . . ."

یا ——

"رام کلی بھی گئی . . . چلو چھٹی ہوئی . . . پرماتما کرے اپنے گھر بیٹھی لاکھوں برس سہاگ منائے . . . لاکھوں برس۔"

اور پھر ——

"بہن! دھیرا کے بغیر تو گانے کا مزا ہی نہیں آتا۔ کیسی لٹک کے ساتھ کہتی تھی۔ وابن سب جگ لاگے پھیکا۔ کتنی سندر تھی۔ جب ناک میں تیلی ڈالتی تو یوں ہی دکھائی دیتی جیسے گہنوں سے لدی ہو۔"

اور پھر ایک اور بول اُٹھتی —— "دھیرا گڑ بہت کھاتی تھی . . . کہتے ہیں بہت گڑ کھانا اولاد کے لئے اچھا نہیں ہوتا۔"

—— تو کیا کگر وندہ کے نیچے بیٹھی ہوئی ٹولی میں کمی واقع ہو جاتی؟

www.pklibrary.net

بالکل نہیں۔ کیونکہ جمپو، رام کلی اور دھیرا کی مانند سہاگ منانے کے لئے چلی جانے والی لڑکیوں کی خالی جگہ کو کھرنی کے نیچے پہیلی ڈالتی ہوئی لڑکیاں آہستہ آہستہ پُر کر دیتیں۔ اور کھرنی کے نیچے بیٹھی ہوئی لڑکیوں کی خالی جگہ کو پُر کرنے کے لئے محلہ شہسوانی ٹولہ کی مائیں کثرت سے چھوکریاں جنتیں۔ اور یوں سلسلہ بندھا رہتا۔ یا شاید یہ سب کچھ اس لئے ہوتا۔ کہ جگت گورو جی کے صحن میں وہ ریل پیل، وہ دھما چوکڑی ہمیشہ ہمیشہ بنی رہے مگھر اور پوہ کے دن تھے۔ جب مکر سکرانت آئی۔ اور عورتیں ڈھکے ہوئے پھل پھولوں کا تبادلہ کرنے لگیں۔ اور ایک دوسری کے سہاگ کو عرصہ تک قائم رہنے کی دعائیں دینے لگیں۔ کنواری کوکلاؤں نے بھی اپنی آنے والی خوشی کی زندگی کی پیش قدمی میں ایک دوسری کے شگن منائے۔ گھر کے مرد اُن عورتوں کی آزادی میں مخل ہونے سے ڈرتے ہوئے اپنی اپنی گڑگڑی وغیرہ اُٹھا کر ٹھا کر دوارے چلے گئے۔۔۔۔ پرساوی کی تائی اماں ان دنوں بہت فکرمند رہتی تھیں۔ کہتی تھیں "کہیں چھوکری کے ہاتھ پیلے کروں۔ تو اپنی نیند سوؤں۔ ابھی تک بر نہیں ملا۔۔۔ یہ سنجوگ کی بات ہے نا۔۔۔۔ پرماتما ہی کرنے ہارے۔۔۔۔ استری مرد کا وہی میل ملاتا ہے۔۔۔۔۔ جہاں سنجوگ ہوں گے۔۔۔۔۔ ہے پرماتما ــــــ!"

www.pklibrary.net

اُس روز تمام عورتیں برآمدے میں بیٹھی ٹھٹھے اور ہنسی مذاق کی باتیں کر رہی تھیں۔ ایکا ایکی پرسادی کی تائی اماں نے سب کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"لو بیٹی . . . تیار ہو جاؤ سب . . . اب میں اپنی چھوکری کی لوٹ مچاؤں گی . . ."

——— اس تہوار میں یہ رسم بھی عجیب ہوتی ہے۔ جس کی لڑکی بہت جوان اور شادی کے قابل ہو جائے۔ وہ اس کی لوٹ مچاتی ہے۔ تائی اماں کی طرح کوئی بوڑھی سہاگن اُٹھ کر گری، چھوہارے، بیر اور قسم قسم کی پھل پھلاری لڑکی کے سر پر سے مٹھیاں بھر بھر کر گراتی ہے۔ جب وہ چیزیں نیچے بکھر جاتی ہیں۔ تو تمام کنواری کو کلائیں اور سہاگنیں گرتے ہوئے پھل پھولوں کو لوٹنے کے لئے جگت گورو جی کے صحن میں اُگے ہوئے پیڑوں اور بیل کے پتوں کی طرح کھچڑی ہو جاتی ہیں۔ ہر ایک کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ وہ پھل کھائے۔ اگر سہاگن کھائے تو اُس کا مطلب ہوتا ہے۔ کہ اس کے سہاگ کی عمر لمبی ہو جاتی ہے ——— شاید لاکھ برس تک! بانجھ کھائے تو اُسے چاند سا بیٹا پیدا ہو جاتا ہے۔ کنواری کھائے تو اُس کی عنقریب ہی شادی ہو جاتی ہے۔ اچھا سا بر مل جاتا ہے۔ اسی لئے تو کنواری لڑکیاں اٹھا کر چپکے چپکے اور چوری چوری وہ پھل کھاتی ہیں۔

www.pklibrary.net

پرسادی نے دیکھا۔ رتنی آپے سے باہر ہو رہی تھی۔ جی ہی جی میں ہنستی تھی۔ اور کچھ شرماتی تھی۔ جب کہ اُس کی لوٹ مچائی گئی۔ . . . پرسادی کی ماں نے اُسے بتایا کہ چھوکری کی لوٹ کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ تمہاری رتنی بہن کو کوئی بیاہ کرلے جائیگا ——— کوئی لوٹ کرلے جائیگا۔ . . . اور پرسادی کی اماں ہنسنے لگیں "تائی اماں خود بھی تو اپنی چھوکری کے لٹ جانے کو پسند کرتی ہیں۔ اور ایسے آدمی کی متلاشی ہیں۔ جو کہ اُسے سر سے پاؤں تک اپنی ہی ملکیت بنا کر ڈولی میں بٹھا چلدے۔ اور بڑے شور و غوغا کے ساتھ۔ . . . . . باجے بجواتا ہوا۔ . . . اور پھر گھر میں سے آدھی جائداد سمیٹ کرلے جائے"۔ . . .

پرسادی نے سوچا۔ کسی کو کیا مصیبت تو اُسے ہوگی۔ سردیوں میں رتنی چلی جائے گی۔ تو اُس کے بستر کو کون گرم کرے گا۔ تائی اماں تو برف کی طرح ٹھنڈی ہیں۔ اور اماں تو تمام رات کھانسی رہتی ہیں۔ اِدھر سے اُدھر اور اُدھر سے اِدھر پہلو بدلتی اور چھت کی کڑیاں گنتی چلی جاتی ہیں۔ نہ آپ سوتی ہیں۔ نہ سونے دیتی ہیں۔ کہتی ہیں میرے ساتھ سونا اچھا نہیں . . . . . مجھے وقت ہے۔

× × × × × × × ×

تایا جگت گورو ٹھنڈی رام آدمی بہت کاریگر تھے۔ تبھی تو لوگ اُنہیں جگت گورو کہتے تھے۔ صبح شہر میں بھیجنے کے لئے کیلنڈروں کی

www.pklibrary.net

چفتیاں بنواتے رہے۔ آٹھ بجے کے اندر اندر کھوئے میں گڑ بلا تیار کر لیا۔ اور پھر جھٹ سے کام پر بھی چلے گئے۔ بلا کے آدمی تھے۔ جگت گورو۔ اس دن پرساد ی بھی انکے ساتھ کام پر گیا۔

جگت گورو چنگی محصول پر محرّر تھے۔ تمام دن وہ گلقند بنانے کے لئے لیجانے والے گلاب کے پھولوں اور خام کھالوں پر محصول لگاتے رہے کبھی کبھی کسی سے کچھ لے کر اُسے یونہی چھوڑ دیتے۔ آخر جگت گورو تھے نا۔ اور رتنی کی لوٹ مچانی تھی۔ اس طرح دھیلا دھیلا پیسہ پیسہ کر کے ہی تو کچھ بنتا ہے۔ تبھی تو وہ موٹے ہو رہے تھے۔ کہتے ہیں رشوت لینے میں انسان موٹا ہوتا ہے۔ روح اور ضمیر سوکھتے جاتے ہیں پر جسم تو دکھائی دیتا ہے روح اور ضمیر کس کو دکھائی دیتی ہے؟

چنگی پر خوشیا اور وفاتی آئے۔ برتو انہیں اچھا مل گیا تھا بہت ہی اچھا۔ اب ساہے کی تاریخ لینی تھی۔ جگت گورو نے لڑکے اور لڑکی کی جنم پتری پنڈت جی کو دکھا کر تاریخ سدھوا رکھی تھی۔ اور جنم پتریاں جیب میں لئے پھرتے تھے۔ خوشیا اور وفاتی کے پوچھنے پر فوراً تاریخ بتا دی۔ لڑکے کی طرف سے کوئی میر مدّو آیا تھا۔ سب "بڑے بھاگ ججمان کے۔۔۔۔ بڑے بھاگ ججمان کے۔۔۔" کہتے ہوئے رخصت ہوئے۔

تائی اماں بڑی بے صبری سے ساہے کا انتظار کرنے لگیں انہوں

www.pklibrary.net

نے کئی چاندی کے برتن بنوائے۔ سونے کے جھومر، جڑاؤ نکلیس، گھڑی چوڑی اور قسم قسم کے زیور تیار کروالئے۔ آخر اسی بات کے لئے تو تایا نے گلقند بنانے کے لئے لے جانے والی گلاب کی گٹھیں دو دو چار چار آنے لیکر چھوڑ دی تھیں۔ اور خام کھالوں کی گٹھیں دو دو چار چار روپے لے کر۔۔۔۔۔ بیسیوں گلاس، بڑی کڑاہی، حمام،۔۔۔۔ ایک بڑا سا پلنگ بھی خریدا تھا۔ تایا نے۔ اس پر پرسادی اور رتنی کے سے چھ سو جائیں۔ پھر کرسی، میز، شنگاردان، باجہ، لڑکی کے سوٹ، لڑکے کے کپڑے اور بدائی پر روپے دینے کے لئے شہر کے نوٹ گھر میں سے نئے روپے منگوائے۔ اور پرسادی سوچنے لگا۔ کیا یہ سب کچھ لٹا دینے کے لئے ہے؟

پرسادی نے کہا۔ "تایا کچھ اتنے سیانے نہیں دکھائی دیتے۔ مگر وفاتی، خوشیا، بیلی رام اور اڑوس پڑوس کے سب آدمی جگت گورو کی واہ واکر رہے تھے۔ لڑکی کا دان کرنا سو گائے کے دان کے برابر ہوتا ہے تلادان سے کم پھل نہیں ملتا۔ وہ سب کہتے تھے۔ بھئی! جگت گورو کو یہ نام جدی تھوڑے ہی ملا ہے۔ اسی لئے تو یہ نام دیا ہے۔ بڑے سیانے، بڑے کاریگر آدمی ہیں۔ ایشور کسی کو بیٹی دے۔ تو لٹانے کے لئے اتنا دھن بھی دے۔۔۔۔۔ واہ وا۔۔۔۔ واہ وا۔۔۔۔۔

پرسادی نے اماں سے تایا کی عقل کے متعلق پوچھا۔ تو وہ کہنے لگی۔

www.pklibrary.net

"بیٹا! یہ چھوکری کی لوٹ آج سے نہیں۔ جب سے دنیا بنی ہے۔ چلی آرہی ہے۔ سب اپنی اپنی بیٹیوں کو یوں دے دیتے ہیں۔ اتنی دولت اور دھن بھی۔۔۔۔ ہائے! اس پر بھی بس ہو۔ تو کوئی لاکھ منائے بیٹیوں والے منتیں کرتے ہیں۔ پاؤں پڑتے ہیں۔ کیا جانے اُس کے سسرال روٹھ جائیں۔ تب جاکر ساری عمر کے لئے کوئی کسی کی بیٹی کو لیتا ہے۔ کوئی بہت بے ڈھب ہو۔ تو لے دے کر بھی بساتا نہیں۔۔۔۔۔ اور پھر کسی نصیبوں جلی کا بنایا سہاگ اجڑ جاتا ہے۔۔۔۔"

اور پرسادی کی ماں کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں۔ وہ بولیں۔

"پرسو تو بھی بڑا ہوگا۔ تو ایک چھوکری لوٹ کر لائے گا۔ اسی طرح دھن دولت سمیت۔۔۔۔ ایشور تیری عمر چار جگ لمبی کرے!۔۔۔۔ اُسے اچھی طرح بسانا۔ مجھے نشچہ ہے۔ میں وہ بھاگوان سمے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکوں گی۔"

اور پرسادی کی ماں رونے لگیں۔ پرسادی نے پوچھا "تو کہاں چلی جائے گی ماں؟"

وہ اپنی آواز کو دباتے ہوئے بولیں۔

"تمہارے پتا کے پاس۔۔۔۔ وہ بھی مجھے اسی طرح لوٹ کر لائے تھے، میں اُنہی کی ہوں۔"

www.pklibrary.net

——— پرسادی بجھے ہوئے تنور پر سے ٹانگیں لٹکائے تمام دن اداس خاطر بیٹھا اور سوچتا رہا۔ میں بڑا ہوں گا اور ایک چھوکری کو لوٹ لاؤں گا۔ اُس لڑکی کے گھر کُکر دندہ کی بیل کے نیچے ایک لڑکی کی کمی ہو جائے گی۔ جیسے کوئی اور پُر کرے گی۔ ہاں! وہ بھی تو اپنے کسی بھائی کو سردیوں میں اپنے بستر میں جم جانے یا تائی اماں کے برف سے ٹھنڈے جسم کے ساتھ لگ کر سو جانے کے لئے چھوڑ آئے گی۔ اُس کا بھائی تو رہ رہ کر مجھے گالیاں دے گا۔ اور کہے گا۔ اس سے تو کہیں اچھا ہے۔ کہ میں کال بس ہو جاؤں۔

ساہے کے دن پرسادی کے جیجا بہت سے آدمیوں کے ساتھ آئے۔ اگر اماں نہ روکتی۔ تو پرسادی لٹھ لیکر سب کا مقابلہ کرتا۔ پھر کسی کی کیا مجال تھی کہ رتنی کو اتنی بے دردی سے لوٹ لے جانے کی جرأت کرتا اگرچہ جگت گورو اور تائی اماں کی اِس لوٹ میں خوشی تھی۔ تائی اماں منڈپ کے نیچے جھنڈیوں اور لکڑی کی چڑیوں کے نیچے بیٹھی تھی۔ اردگرد عورتیں گا رہی تھیں۔ باہر باجا بج رہا تھا۔ اور پنڈت جی کے شلوکوں کی آواز اس شور و غوغا سے علیحدہ سنی جا سکتی تھی۔ جب پھیرے ہو گئے۔ تو سب نے تائی اماں اور جگت گورو کو بدھائی دی۔ تائی اماں کی سرخ پھلکاری اور جگت گورو جی کی گلابی پگڑی پر کیسر کے نشان لگائے گئے۔ اور پیلے

www.pklibrary.net

پیلے پھول اور پنکھڑیاں برسائی گئیں۔ جانے انہوں نے رتنی کو لٹا کر بہت سیانپ دکھائی۔ تائی اور اماں نے سبکدوشی کے ایک احساس سے اُس لوٹ کی خوشی میں دودھ کے دو بڑے بڑے کٹورے بھر کر پیئے۔

پرسادی کو جیجا ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ پرسادی نے کہا۔ یہ مردہ سا، کالا کلوٹا آدمی رتنی بہن کو لوٹ کرلے جائے گا۔ رتنی تو اس کی شکل دیکھ کر غش کھا جائے گی۔ لُوٹ کرلے جانے والے ڈاکو ہی تو ہوتے ہیں بڑی بُری اور ڈراؤنی شکل کے۔۔۔۔ اس میں اور ان میں اتنا فرق ہے۔ کہ ڈاکو منڈاسا باندھ کر آتے ہیں۔ اور یہ کالا کلوٹا جیجا سہرے پہن کر آیا ہے۔

جب کہاروں نے ڈولی اُٹھائی تو گھر بھر میں کہرام مچ گیا۔ آج پھر لکڑوندہ کے نیچے ایک نشست خالی ہو رہی تھی۔ تائی اماں اونچے اونچے رونے لگیں۔ ہائے! بیٹی کا دھن عجیب ہے۔ پیدا ہوئی، راتیں جاگ، مصیبتیں سہ، گو موت سے نکالا۔ پالا، پڑھایا، جوان کیا۔ اب یوں جا رہی ہے۔ جیسے میں اس کی کچھ ہوتی ہی نہیں۔ ایشور! بیٹی کسی کی کوکھ میں نہ پڑے۔ اس کے بدا ہونے کا دُکھ بُرا۔۔ ہائے! اس طرح تو کوئی آنکھیں نہیں پھیرتا۔ جگت گورو پرسادی کی طرح بلکنے لگے۔ اماں تو در و دیوار سے ٹکریں مارنے لگیں۔ ہائے! مجھ سے تو رتنی کا بچھوڑا نہ سہا جائے گا۔ میری بیٹی

www.pklibrary.net

نے تو مجھے دوہاگ کا دُکھ بھلا دیا تھا۔۔ ہائے! اس سنسار کی ریت جھوٹی، اس سے پریت جھوٹی۔۔ جا بیٹی جا۔۔۔ جا اپنے گھر سکھی رہو۔ تری دھک ہمیں یہاں آتی رہے۔ تو لاکھوں برس سہاگ منائے۔

تمام لڑکیاں بچھوڑا گاتے ہوئے رُک رُک گئیں۔

ڈولی کا پردہ اُٹھا کر رتنی نے پرسادی کو گلے سے لگا کر خوب بھینچا۔ پرسادی بھی اُسے روتا دیکھ کر خوب رویا۔ رتنی کہتی تھی "پرسو بھیا۔۔۔ میرے لال! تو میرے بغیر سوتا ہی نہیں تھا۔ اب تو رتنی کو کہاں ڈھونڈیگا؟"

پھر سب کو مخاطب ہوتے ہوئے کہنے لگی۔

"مجھے اس گھر میں رکھنے کی کوئی بھی حامی نہیں دیتا۔ سبھی تو میری جان کے لاگو ہو رہے ہیں۔"

اور جب جیتے جاگتے آدمیوں میں سے کسی نے اُسے نہ ٹھہرایا۔ تو رتنی دادا اور چمپا رام چچا کو یاد کر کے رونے لگی۔ در و دیوار سے باتیں کرنے لگی۔۔۔۔ "میرے بابل کے گھر کے دوار۔۔۔۔ یہ محل۔۔۔۔ یہ ماڑیاں، میں سمجھتی تھی میرا اپنا گھر ہے۔ کھرنی۔۔۔۔ اور میرے میٹھے آم۔۔۔۔ نردئی پتا، تیرے بستے مندروں میں سے مجھے زبردستی نکال کر لے جا رہے ہیں۔۔۔ یہاں کا دانہ پانی چھوٹ گیا۔!"

× × × × × ×

www.pklibrary.net

جب رتنی چلی گئی۔ تو پرمادی اُسی بجھے ہوئے تنور پر اوداس خاطر بیٹھا ادھیڑ بُن کرتا رہا۔ طرح طرح کے خیال اور وسوسے اُسکے دِل میں آئے۔ اُس نے کہا۔ "نائی اور اماں کے خیال کے مطابق جب پرماتما ہی مرد اور استری کا میل ملاتا ہے۔ تو پھر خوشیا اور وفاتی کی کیا ضرورت ہے؟ وہ یوں بھی تو گھر میں سے سیروں آٹا، گڑ اور گھی لے جاتے ہیں۔ گٹھوں کے گٹھے گنوں کے۔۔۔ ساگ پات، پکا، کچا ——— بدماس کہیں کے۔۔۔ صرف اتنی سی بات کہتے ہیں "بڑے بھاگ حجمانی کے۔۔۔۔ بڑے بھاگ حجمانی کے" اور لادیتے ہیں۔ اتنا مردہ سا کالا کلوٹا جیجا۔ ——— پرماتما کے کیے میں دخل دیتے ہیں نا۔ کیوں نہیں ملو کنھیا رتنی کو لے جاتے۔ پرماتما نے آپ ہی تو میل ملادیا تھا۔ اور رتنی بھی تو یہی کہتی تھی۔ کہ تمہارا جیجا ملو کنھیا ہے۔ کبھی کسی کے دو دو جیجے بھی ہوتے ہیں۔ میں تو ملو کنھیا کو ہی جیجا کہوں گا۔ اُس مردوے کو کبھی نہیں۔ لاکھ زور کرے کوئی۔

نہ جانے یہ لوگ چھوکری کی لوٹ کے اتنے خواہشمند کیوں ہوتے ہیں۔ پل پل گن کر ساہے کا انتظار کرتے ہیں۔ پھیروں کے بعد دودھ کے کٹورے پیتے اور بدھائیاں لیتے ہیں۔ اور پھر جب لوٹ ہوتی ہے تو روتے ہیں۔ اتنا مورکھ کون ہوگا۔ جو آپ ہی سب کام کاج کرے۔

www.pklibrary.net

اور پھر روئے۔ جانے کوئی کال بس ہو گیا ہو۔ اور پھر رتنی کی بھی تو جانے کی مرضی نہ تھی۔ وہ دہلیز پکڑ پکڑ کر روتی تھی۔ بچاری! برا حال تھا۔

سب گھر لٹا دیا۔ اور پھر ہاتھ جوڑتے رہے۔ قبول کرو۔ میں تو یوں کبھی کسی کے پاؤں نہ پڑوں۔ اول تو دوں ہی نہیں۔ تو یوں پاؤں پڑ کر منتیں کر کے کبھی نہ دوں۔ نہ لیں تو جائیں بھاڑ میں!

اُس دن پرسادی ساری رات تائی اماں کے برف سے ٹھنڈے جسم کے ساتھ لگ کر جاگتا رہا۔

کچھ دنوں بعد رتنی آپ ہی آپ آ گئی۔ پرسادی کو اُس نے بہت چُما پیار کیا گویا وہ اب اپنے ننھے سے بھائی کو چھوڑ کر کہیں نہ جائیگی۔ اور اُسے خود بھی چھوکری کی لوٹ پسند نہیں۔ اُس رات پرسادی بڑے سکھ اور چین سے رتنی کے ساتھ سویا۔ رتنی ساری رات پیار سے پرسادی کو بھینچتی رہی ——— جب سویرے آنکھ کھلی تو رتنی بستر میں نہ تھی۔ پتہ چلا۔ کہ وہی لٹیرا اُسے لوٹ کرے گیا تھا۔

پرسادی پھر رویا۔ مگر ماں نے کہا۔ "بیٹا! یہ رسم آج سے نہیں جب سے دنیا بنی ہے۔ چلی آئی ہے۔"

سوچتے ہوئے پرسادی نے کہا۔ بڑے نخرے کرتی تھی رتنی۔ سچی بات تو یہ ہے۔ کہ یہ چھوکریاں خود بھی لٹ جانا پسند کرتی ہیں۔

www.pklibrary.net

وہ تو اپنے سوتے ہوئے بھائیوں کے جاگنے کا انتظار بھی نہیں کرتیں اور کالے کلوٹے جیجا کے ساتھ بھاگ جاتی ہیں۔"

× × × × × × × ×

ابکے جو رتنی آئی۔ تو چھوکری کی لوٹ کے متعلق پرسادی نے اپنا نظریہ بالکل اُلٹ دیا۔ اُس نے کہا۔ دراصل یہ لوٹ سب کے لئے اچھی ہوتی ہے۔ تائی، اماں، جگت گورو جی، اور خود رتنی بھی اسے پسند کرتی ہے۔ اور خاص طور پر اُسے بھی اچھی لگتی ہے۔ مُنا تو مل جاتا ہے رتنی نے اُسے جیجا کی طرح دبلا پتلا، مگر اپنی طرح کا گورا چٹا مُنا کھیلنے کو لا دیا تھا۔ پرسادی نے ماں کو بلاتے ہوئے کہا۔

"بھولی ماں۔۔۔۔ تُو تو جتن کرنے سے رہی۔۔۔۔ کیا تُو نہ لٹے گی، ماں؟"